عنوان	ایک دل کے اداس ہونے سے
لکھاری	سمانہ زیدی
پلیٹ فارم	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
پبلیشر	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
ویب سائیٹ	NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com
واٹس ایپ	+923155734959
جی میل	NovelHiNovel@Gmail.Com OnlineWebChannel @Gmail.Com

انتباہ !

یہ ناول "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل "کی ویب سائٹ نے لکھاری کی فرمائش پر آپ سب کے لیے پیش کیا ہے۔

اس ناول کا سارا کریڈٹ رائٹر کو جاتا ہے۔اس ناول میں غلطیاں بھی ممکن ہیں کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے تو اس ناول کی غلطیوں کی زمہ دار ویب نہیں ہو گی صرف اور صرف رائٹر ہی ہو گا ویب نے صرف اسے بہتر انداز سے سنوار کر آپ سب کے سامنے پیش کیا ہے۔اس ناول کو پڑھیے اور اس پر تبصرہ کر کے رائٹر کی حوصلہ افزائی کیجیے۔

اپنے ناولوں کا پی ڈی ایف بنوانے کے لیے واٹس ایپ پر رابطہ کریں

+923155734959

اس ناول کے تمام رائٹس "ناول ہی ناول"،" آن لائن ویب چینل "اور لکھاری کے پاس محفوظ ہیں۔لکھاری یا ادارے کی اجازت کے بغیر ناول کاپی کرنا یا کسی حصہ کو شائع کرنا قانوناً جُرم ہے،

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلامُ علیکم !

"ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچاننا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

ایک دل کے اداس ہونے سے

سمانہ زیدی کے قلم سے

این ایچ این اور او ڈبلیو سی پبلیشرز

رم جھم برسا پانی۔۔۔۔۔۔پاس سے گزرتے ہوئے کوئی من چلا کنگنا کر اس کے پاس سے گزرا تھا میرال جو سر جھکائے میسج ٹائپ کرنے میں لگی ہوئی تھی موسم کے تیور دیکھ کر اتنی پریشان تھی کہ ارد گرد کا ہوش بھلائے موبائل میں سر دیئے بابا سے رابطے کی کوشش کر رہی تھی جو سگنلز ڈاؤن ہونے کی وجہ سے ہو نہیں پا رہا تھا۔رابی کو ٹرائے کرتی ہوں اب تو بارش بھی تیز ہوتی جا رہی تھی اور بجلی بھی چلی گئی تھی دوپہر کے پانچ بجے آدھی رات کا سماں تھا۔یونیورسٹی کے باہر رش بھی اب نہ ہونے کے برابر تھے سٹاپ پر کھڑی وہ پریشانی سے نہ رکنے والی بارش کو دیکھ رہی تھی۔ صبح تک تو ایسا کچھ گماں نہیں تھا مگر پیشنگوئی کے باعث رابی نے اسے منع کیا تھا۔ مگر ایک ضروری اسائمنٹ سبمنٹ کروانی تھی اس لیے اس کے منع کرنے کے باوجود وہ آگئی۔رابی کی کال سے وہ خیالات سے باہر آئی اور جلدی سے کال اٹینڈ کی۔

میرال بارش رات تک رکنے نہیں والی بابا بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ میں ہیں۔تم رائڈ لے کر آجاؤ۔رابی میں بہت دیر سے کوشش کر رہی ہوں کوئی رائڈ نہیں مل رہی وہ روہانسی آواز میں بولی۔ڈونٹ یو وری میں۔۔۔۔۔۔۔۔ہیلو ہیلو رابی اب وہ رونا شروع ہو گئی تھی۔رابی کی کال کے بعد سٹاپ پر وہ اکیلی تھی۔دور سے ایکا دوکا ٹرانسپورٹ کی ہیڈ

لائٹس نظر آرہی تھیں۔اس نے ہمت کر کے لفٹ لینے کا سوچا اور فائل سر پر رکھ کر شیڈ سے باہر آئی تیز بارش کی بوچھاڑ نے اس آگے بڑھنے سے روکا اپنی دھندلی آنکھوں سے وہ واپس سٹاپ کے شیڈ میں آگئی تھی۔اس نے بینچ پر بیٹھتے ہوئے سر بیگ پر رکھ کر رو پڑی تھی وہ تو عام حالات میں بھی جلدی پریشان ہو جاتی تھی اب تو اس شہر میں نئی تھی ابھی تو اس شہر کے راستوں سے بھی واقف نہیں تھی اور نہ ہی اس کا کوئی دوست تھا۔سن میں مس وہ جو کوئی بھی تھا اسے کافی بار پکار چکا تھا۔ مگر وہ رونے میں اتنی مصروف تھی کہ سر نہیں اٹھایا۔ مخالف نے اس کے کندھے کو چھوا۔میرال نے سر اٹھایا اور ڈر کر پیچھے ہوئی رونے کی وجہ آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔آئیں مس میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔اس کا لہجہ تو مہذب تھا مگر اس کا حلیہ میرال کو خوف ذدہ کر رہا تھا۔ہاتھ پر اور گلے میں رنگ برنگے بینڈ، لمبے کندھوں سے نیچے آتے بال، بڑی بڑی آنکھیں سفید رنگ چھ فٹ ہائٹ،رف جینز اور سنیکر پہنے وہ کوئی فارنر ہی لگ رہا تھا۔آپ چلیں گی محترمہ وہ ایک بار پھر مہذب انداز سے بولا۔جی۔۔۔۔۔۔ نہیں اس نے نفی میں سر ہلایا۔دیکھیں موسم بہت خراب ہے آپ کو کوئی ٹرانسپورٹ نہیں ملے گی۔اور یہ تو میرال بھی جانتی تھی۔اس

کی خاموشی کو وہ اس کی آمادگی سمجھا تھا۔اب وہ مڑ کر اپنی جیب میں بیٹھ گیا تھا۔میرال خاموشی سے وہیں کھڑی رہی۔اس نے مڑ کر لڑکی پر نظر ڈالی وہ ساکت وہیں کھڑی تھی۔ دل تو شیحان کا کر رہا تھا اسے چھوڑ کر چلا جائے۔ مگر ارد گرد بڑھتے سناٹے کو دیکھتے ہوئے رکنے پر مجبور تھا۔

اب کی بار وہ غصے سے باہر آیا اور میرال کا ہاتھ پکڑ کر جیپ میں ڈالا اب بولیں کہاں جائیں گی۔وہ جواب بھی ساکت تھی۔جانے وہ اس سے کیا پوچھ رہا تھا۔پھر وہ آگے بڑھا آخری حرکت جو اس نے حواسوں میں دیکھی کہ وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا پھر وہ حواس بحال نہیں رکھ سکی۔شیحان نے اس کے گلے میں کارڈ سے ایڈریس نوٹ کیا اور گہری سانس لی۔سٹوپڈ گرل پتا نہیں نکلتی کیوں ہیں گھروں سے جب حوصلہ نہیں ہوتا۔شیحان نے جیپ آگے بڑھاتے ہوئے ایک نظر اس پر ڈالی۔

شاہ جی باہر علی زرشاہ اور عزم سائیں کی لڑائی ہو رہی ہے۔اعظم شاہ دوڑتے ہوئے باہر آئے تھے وہاں تو قصبے کے لوگوں کا جھنڈ تھا۔رزشاہ چھوڑو عزم کو۔ باباصاحب آج یا تو یہ رہے گا یا میں سترہ سالہ علی زرشاہ اپنے ہم عمر عزم شاہ سے گتھم گتھا ہو رہا تھا۔بس اعظم

شاہ دھاڑتے ہوئے درمیان میں آئے لوگوں کا جھنڈا اعظم شاہ کی آواز سے چھٹ گیا تھا۔کیا تماشہ بنار کھا ہے۔مجھے نورے شاہ چاہیے سائیں وہ بیوی ہے میری عزم شاہ اکڑ کر بولا زرشاہ ایک بار پھر آگے بڑھا۔ہم بات کر رہے ہیں علی انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔نورے شاہ بہت چھوٹی ہے عزم آپ کو انتظار کرنا ہو گا ان کے بالغ ہونے کا۔اعظم شاہ تحمل سے بولے۔ نہیں باباصاحب انہوں نے رانیہ پھپھو کو مار دیا ہے یہ نورے کو بھی مار دیں گے۔نورے کو طلاق دے دو عزم سائیں ورنہ میں خلع کی اپیل کروں گا نورے تمھیں کبھی نہیں ملے گی۔نورے مجھے مل چکی ہے زرشاہ وہ کمینگی سے بولا۔زرشاہ نے ایک بار پھر اسے گریبان سے پکڑا۔بس شاہ بس اب انتظار کرنا اپنی بربادی کا۔وہ ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولا۔وہ چادر کندھے پر درست کرتا آگے بڑھ گیا۔

باباصاحب آپ سائیں سرور سے بات کرنی نورے کو ہم کیسی طور ان کے حوالے نہیں کریں گے۔ علی تم ہوش میں نہیں ہو نورے عزم کے نکاح میں ہے۔اور یہ سب اس کے ماں باپ کی زندگی میں ہوا تھا آج یا کل جانا اس نے عزم کے ساتھ ہی ہے۔نورے کے لیے مشکلات کھڑی مت کرو۔زرشاہ غصے سے مٹھیاں بھینچے کمرے سے باہر نکلتا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے تو کہرام مچا تھا شاہ حویلی میں اب بھی قیامت انتظار میں تھی کون جانتا تھا کہ نورے کو طلاق تو نہیں ہو گی مگر وہ اپنی جان سے چلی جائیے ہگی۔رز شاہ بچا نہیں پائے گا اس معصوم ہرنی کو جو سارا دن حویلی میں دو پونیاں کیے سب کے آگے پیچھے پھرتی۔اپنے ٹیڈی سے باتیں کرتی۔اپنے ماما بابا کو یاد کر کے ستاروں سے باتیں کرتی۔پھر وہ ٹوٹ گئی بکھر گئی۔اسے مسل دیا اس کے اپنے سر کے سائیں نے۔

پروفیسر عباد حسن عباسی کی تختی پر نظر ڈالتے ہوئے شیحان نے بیل بجائی۔دوڑتے ہوئے قدموں کے ساتھ دروازے کے پیچھے سے گارڈ باہر آیا تھا۔شیحان پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔جی صاحب کہ اچانک میرال پر نظر پڑی تھی میرال پر نظر پڑتی ہی وہ دوڑتا ہوا رابی کو بتانے گیا۔صبا بیگم بھی اس کے ساتھ باہر آئیں۔وہ میم شیحان جو کچھ بولنے ہی لگا تھا رابی نے اسے کالر سے پکڑا۔کیا کیا ہے تم نے میری بہن کے ساتھ وہ چلائی محترمہ میں نے باحفاظت آپ کی بہن کو گھر پہنچایا بس یہی خطا ہے میری اس نے رابیل کے ہاتھ کالر سے ہٹائے۔صبا حسن کے کہنے پر رانی ان کی کام والی اپنی بہن کے ساتھ مل کر میرال کو اندر لے گئی تھی۔بیہ بھائی کو اندر آنے دو بھائی دونوں نے ایک دوسرے کو گھورا۔صبا کے بہت اسرار کرنے پر وہ اندر آگیا تھا۔رابیل میرال کی طرف متوجہ ہوئی۔وہ

پھر شیحان کو گھورا۔صبا بیگم شیحان کی چائے کے لیے کہنے گئ تو وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر شیحان کے سامنے کھڑی ہو گئ۔دیکھو جب تک میری بہن کو ہوش نہیں آ جاتا تم یہاں سے کہیں نہیں جا سکتے وہ انگلی اٹھا کر بولی۔اچھا ٹھیک ہے وہ بھی صوفے کی پشت پر دراز ہوتے ہوئے بولا۔کیا ٹھیک ہے اگر میری بہن نے کچھ کہا تمہارے بارے میں تو تم اپنی حالت دیکھنا میں کیا کرتی ہوں۔شیحان نے اس بار مسکراہٹ روکتے ہوئے چھوٹی پٹاخہ کو دیکھا۔تو کیا کریں گی آپ مس بیبہ۔بیبہ کہنے پر اس نے پھر انگلی اٹھائی تم اپنی حد میں رہو حلیے سے تو لوفر ہی لگ رہے ہو۔آہ کیپٹن شیحان شاہ بس یہ سنتا رہ گیا تھا۔وہ جو

کالج کے بعد آج اس حلیے میں آیا تھا وہ بھی سب دوستوں کی گیٹ ٹو گیدر تھی وہ کچھ عرصہ پہلے ہی کیڈٹ کالج سے پاس آؤٹ ہوئے تھے اسے بچپن سے ہی آرمی جوائن کرنے کا شوق تھا اس کے شوق کو دیکھتے ہو بابا نے اسے کیڈٹ

کالج مری بھیج دیا تھا۔ویسے آپ بہت ذہین ہیں اس نے پھر رابیل کو چھیڑا۔آئی ایس بی آر سے تعلق ہے میرا بہت دیکھے تمھارے جیسے۔اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔شیحان نے اس چھوٹی سی لڑکی کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔اب وہ اس کا تفصیلی جائزہ لے رہا تھا۔قد تو اس کا ساڑھے پانچ ہو گا مگر نزک سے سراپے اور ٹی شرٹ اور ٹروزار کی وجہ سے اور بھی

چھوٹی لگ رہی تھی۔ چہرے پر معصومیت لیے شیحان کے مطابق وہ سکول گرل تھی۔ بے بوقوف سمجھتی ہے مجھے آئی اس بی آر کا نام سن لیا ہو گا محترمہ نے۔ شیحان نے اس کی کمر کو گھورا جواب سہارا دے کر میرال کو بیٹھا رہی تھی۔ میرال نے شیحان کو دیکھتے ہوئے چیخ ماری۔ وہ خود اس کے چیخنے پر پریشان ہو گیا تھا۔ میرو کیا کیا ہے اس نے؟ اس نے شیحان کو غصے سے دیکھا۔ یہ یہاں کیسے آیا۔ آپ کو یہی تو لایا ہے۔ اس کو ہمارے گھر کا کیسے پتہ چلا۔ محترمہ میں تو آپ سے پوچھ رہا تھا مگر آپ تو کچھ بول ہی نہیں رہیں تھیں اس لیے آپ کے سٹوڈنٹ کارڈ سے ایڈریس دیکھ کر گھر تک آیا ہوں۔ رابیل اب بھی اسے گھور رہی تھی۔ دیکھیے محترمہ میں باعزت شہری ہوں اور خواتین کی عزت کرنا جانتا ہوں۔ ہاں لگ رہے ہو رابیل نے اس کے حلیے کی طرف اشارہ کیا۔ شیحان غصہ پیتے ہوئے کھڑا ہوا دیکھیں آپ کی بہن کو ہوش آگیا ہے مجھے اجازت دیجئے۔ بہت شکریہ بیٹا میرال کو خیریت سے گھر تک لانے کے لیے صباحس نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ نہیں آنٹی یہ تو میرا فرض تھا۔ اور لالی لڑکیوں کو مضبوط ہونا چاہیے اگر میری جگہ کوئی ہوتا تو ضرور۔۔۔۔ اب وہ میرال سے کہہ رہا تھا جو پھر سے رونے کے لیے تیار تھی۔ اور پیاری میرو جس کی بہن آئی ایس بی آر میں ہو تو اسے تو ڈرنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے رابیل نے میرال

کے گلے میں بانہیں ڈالیں۔اب وہ مسکرائی تھی۔شیحان کی نظراس پر ٹھہری تھی۔اس نے فوراً نظریں پھیریں۔اچھا چلتا ہوں آنٹی۔بابا صاحب انتظار کر رہے ہوں گے۔

شیحان نے لاؤنچ میں قدم رکھا تھا۔بابا صاحب نے اس کے حلیے پر طائرانہ نظر ڈالی کیپٹن صاحب کی سواری اس لوفرانہ انداز میں کہاں سے تشریف لا رہی ہے۔ان کے جملے پر بے ساختہ مسکراہٹ اس کے چہرے پر آئی۔پھر وہ بابا صاحب کو آج کا قصہ سنا رہا تھا۔رابیل کی باتوں پر تو ان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی۔ویسے بچی تھی تو ذہین۔انہوں نے پھر سے اس کے حلیے پر چوٹ کی۔شیحان نے ایک ناراض نظر ان پر ڈالی وہ چینج کرنے چلا گیا۔

عالم شاہ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی اعظم شاہ اور رانیہ شاہ قصبہ کے رسوم کے مطابق خاندانی رشتے داریاں تھی آپس میں بچوں کے رشتے کرتے تھے اندرون سوات کا یہ قصبہ ویسے تو سرسبز وشاداب تھا مگر لوگوں کے کالے کرتوتوں سے بھرا تھا چھوٹی باتوں پر خون خرابہ اور پھر جرگے کے فیصلے اور ان پر عمل کرتے ہوئے بیکسوں کی آہیں۔رانیہ شاہ جو کہ شاہ حویلی کی شہزادی تھی دانیل شاہ کی کم عمری میں ہی دلہن بنادی گئی تھی۔

تم بہت پیاری ہو اس نے دلہن بنی رانیہ کو خود پر گراتے ہوئے کہا پھر ساری رات پتا نہیں وہ کون سا رشتہ نبھاتا رہا کہ رانیہ شاہ کو بے جان کر گیا تھا۔وہ تیرہ سالہ نازک کلی ایک رات میں مرجھا گئی تھی۔

اماں مجھے اس کے ساتھ نہیں جانا وہ ماں کا آنچل تھامے منمنائی۔رانیہ اب وہ ہی تمھارا گھر ہے اچھی بیٹیاں اپنے گھروں میں ہی رہتیں ہیں۔اور رانیہ شاہ نے پلو سے باندھ لی تھی ماں کی بات۔پھر ہر رات دانیل شاہ کی وحشت برداشت کرتے ہوئے وہ دو سال میں دو بیٹیوں کی ماں بن گئی تھی

پھر تو جینا اور عذاب ہو گیا تھا۔دو سالہ آئمہ شاہ اور ایک سالہ نورے شاہ بس نانی کے گھر آکر ماں کو محسوس کر پاتی تھیں۔وقت گزرتے رانیہ شاہ بیس سال میں بوڑھی ہو گئی تھیں۔پھر ایک بار امید سے ہو گئیں پتا نہیں کیسا خوف ان کے اندر بیٹھ گیا تھا کہ وہ زیادہ عرصہ جی نہیں پائیں گی۔انہوں نے اعظم شاہ کے آگے چادر پھیلا کر اپنی بیٹی کا نصیب مانگ لیا تھا۔سات سالہ آئمہ شاہ کو پندرہ سالہ علی زر شاہ کے نکاح میں دے دیا گیا اور دانیل شاہ نے اسی دن چھ سالہ نورے شاہ کو عزم شاہ کے نکاح میں دے دیا۔رانیہ شاہ کو ساتواں مہینہ تھا وہ اپنے قریبی سینٹر سے چیک اپ کروا کر آئیں

تھیں کہ سامنے گن صاف کرتے دانیل شاہ سے سامنا ہو گیا۔رانیہ شاہ خوش تھیں کہ اس بار بیٹے کی ماں بنیں گی۔

کیااس بار پھر بیٹی پیدا کرنی ہے وہ نخوست سے بولااس کی بات سن کر رانیہ شاہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ مطلب میر اانداز ہ درست ہے اس نے گن کے نشانے پر رانیہ شاہ کو رکھاوہ جواپنے خوشی کے آنسوؤں کی وجہ بتاناچاہ رہی تھیں گولی کے نشانے کی زرد میں آ گئیں۔ گولی پیٹ میں لگی تھی۔ موقع پر ہی ختم ہو گئیں۔اسی رات دانیل شاہ جو جنگل میں چھپا تھاڈاکوؤں کے ہاتھوں مارا گیا۔رانیہ شاہ کے مرتے ہی عزم شاہ نورے شاہ کو لیجاناچاہتا تھا نئی نئی جوانی چڑھی تھی اور معصوم سی نورے اس کے جذبات کو بھڑکانے کا کام کرتی تھی۔گھر اماں ابا بھی یہی کہتے کے وہ تیری ہے۔ مگر عالم شاہ ڈٹ گئے کہ نورے شاہ کے بالغ ہونے تک وہ ان کے ساتھ رہے گی۔ پھر جرگے کے فیصلے کے بعد نورے شاہ نانا کے پاس آگئی۔فرواخاتون نے دونوں معصوم بچیوں کو سمیٹ لیا تھا۔وہ خود تو علی زر شاہ کے بعد دوبارہ ماں نہیں بن سکیں تھیں۔ مگر قصبے کے حالات جانتے ہوئے بیٹی کی طلب گار بھی نہیں تھیں۔ مگر رانیہ شاہ سے انہیں خاص انسیت تھی۔ پھر آئمہ شاہ تو اپنے بیٹے کے حوالے سے بھی انہیں پیاری تھیں۔نورے شاہ میں تو ان سب کی جان تھی۔ گڑیا جیسی

نورے شاہ سب کو اپنے پیچھے لگائے رکھتی اسے علی زر شاہ کا نام لینا نہیں آتا تھا زر شاہ کہ کر اس کے آگے پیچھے گھومتی رہتی زر شاہ بھی فارغ وقت اس کے ساتھ گزارتا تھا۔نورے شاہ کی نسبت آئمہ سمجھ دار اور کم گو تھی۔ سکول سے آکر فروا کے ساتھ مصروف رہتی یا پھر نورے شاہ اس کا سر کھاتی رہتی۔ عزم شاہ ہر تھوڑے عرصے بعد آکر نورے شاہ کو لے جانے کی دھمکی دیتا مگر ہر بار خالی لوٹا دیا جاتا۔اس بار بات کچھ زیادہ بڑھ گئی تھی۔ آئمہ دس سال کی اور نورے نو سال کی ہو گئی تھیں۔اور عزم شاہ کے مطابق اب وہ بڑی ہو گئی ہے تو نورے اسے سونپ دی جائے۔

علی بس کر دو بیٹا آجاؤ اب کیا بڑھاپا بھی اکیلے گزاروں اعظم شاہ پھر آج شروع ہوئے۔ بابا صاحب دے تو دیے ہیں دو ایک کے بدلے علی زر شاہ مسکرائے۔ آئمہ بیٹی کو بھی یاد نہیں آتی میری وہ بہو کی طرف دیکھ کر بولے اور ہماری نورے جان کہاں ہیں۔انہوں نے علی زر شاہ کی اکلوتی بیٹی کا پوچھا۔ بابا کالج سے نہیں آئی۔ تمھارے جو دونوں ہیں وہ دونوں باہر ہیں میرے قابو سے۔ فواز کی تین ہفتوں سے شکل نہیں دیکھی اور چھوٹا شہزادہ کل تشریف لایا ہے اب پھر کیسی ٹریننگ پر چلا جائے گا۔ مشکل سے فواز کی یہاں پوسٹنگ

کروائی تھی دودن کا کہ کر گئے تھے اسسٹنٹ کمشنر صاحب دو ہفتے میں بھی نہیں آئے میں بے چارہ بوڑھاپے میں کیاان سے سوال جواب کرتا رہوں۔آؤاپنی ذمہ داری اٹھاؤ بابا صاحب کوشش تو کر رہاہو۔نورے کے پیپرز تک انتظار کرلیں بس پھر سب اکٹھے ہوں گے انشاءاللہ۔علی زرشاہ پھرادھر ادھر کی کہانیاں سناتے رہے۔شیحان اٹھ کر آگیا تو اس سے ٹرینگ کے مطلق پوچھا۔فی امان اللہ کہ کر بند کر دیا۔

باباصاحب بہت بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو دے دیں۔وہ صوفے پر لیٹتا ہوا پھر سونے کے لیے تیار تھا۔بقول وہاں صرف نیند ہی تو نہیں ملتی۔اپنے لالہ سے کہو کرلے شادی میرے سے نہیں تمھارے سونخرے اٹھائے جاتے۔اندر آتے ہوئے فواز نے دنوں کی بات سنی۔اور ہنستے ہوئے باباصاحب کے گلے لگا۔ویسے باباصاحب سوچ رہاہوں کہ شادی کرہی لوں وہ جو نیند میں جانے لگا تھا ہڑبڑا کر صوفے سے نیچے گرا۔باباصاحب اور فواز نے قہقہہ لگایا۔اب وہ بھائی کے ساتھ جڑا بیٹھا تھا لالہ بتاؤنا کیسی ہیں بھابھی اور کہاں ہیں آپ کو کیسے ملیں۔بتاؤں گا بتاؤں گا ذرا پاؤں دباؤ فواز نے پاؤں سیدھے کرتے ہوئی کہا

۔اعظم صاحب دونوں کو مگن دیکھ کر بٹلر کو کھانے کا کہنے گئے۔

لالے کی جان ابھی تو خوابوں میں ملی ہے۔ فواز نے صوفے پر سر ٹکایا۔ کوئی بات نہیں نورے کو لگاتا ہوں آپ کے پیچھے۔ خدا کو مان یار بخش دے نورے کو کچھ مت کہنا۔ فواز سیدھا ہوتا ہوا بولا پھر دونوں ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنسنے لگے۔ فواز نورے کو کال ملانے کے لیے موبائل نکالتا ہے۔

میرال جو تکیے میں سر دیئے لیٹی تھی۔ رابیل نے آکر تکیہ کھینچا۔ میرو دو دن سے یونیورسٹی نہیں جا رہی ہو۔ ماما بابا پریشان ہو رہے ہیں۔ مجھے نہیں پڑھنا۔ وہ سیدھی ہوتے ہوئے بولی۔ دیکھو میرو ایسے کب تک گھر میں گھسی رہو گی۔ میں بھی کچھ دن تک چلی جاؤں گی۔ اور کویت میں بھی تو جانتی تھیں۔ اب کیا مسئلہ ہے۔ ویسے تو رابیل میرال سے چھ سات سال چھوٹی تھی مگر ضد کر کے اس سے ہر بات منوا لیتی تھی۔ بقول میرو تم چیپک جاتی ہو میرے سے۔ اب بھی کل سے دماغ چاٹ رہی تھی۔ خود اس نے آرمی میڈیکل کالج کا ٹیسٹ دیا تھا۔ جب کے میرال نے ایم ایس کیمسٹری میں ایڈمیشن لیا تھا اور ساتھ پی پی ایس سی کی تیاری بھی کر رہی تھی۔ ابھی دس دن پہلے تو وہ شیفٹ ہوئے تھے کویت سے۔ عباد حسن وہاں یونیورسٹی میں میتھ کے پروفیسر تھے۔ کچھ عرصہ سے بس وطن کی یاد

بہت ستانے لگی تھی اور بوڑھا پاپا اپنے وطن میں گزارنا چاہتے تھے۔اس لیے میرو کے بی ایس کرتے ہی پاکستان اپلائی کیا۔اور رابیل بھی ایف ایس کے بعد فارغ تھی بس احد اور ہادی کے اگزیم ہونے تھے تو صبا حسن اپنی بہن کے پاس چھوڑ آئیں تھیں۔میرال شروع سے ہی تھوڑی ڈرپوک اور ڈری سہمی رہتی تھی۔زیادہ لوگوں میں جاکر سہم جاتی سب عباد صاحب کو کہتے تھے تمھاری جاپانی گڑیا کو نظر لگ جاتی ہے وہ تھی بھی تو اتنی پیاری پہلی نظر میں تو فارنر ہی لگتی تھی۔چہرے پر حزن اور معصومیت اسے اور حسین بنادیتے۔اس کے برعکس رابیل بہت بولڈ تھی ہر وقت بہن کے آگے پیچھے پھرتی۔بڑے ہونے کے ساتھ میرال میں کچھ تبدیلیاں تو آئیں جو پاکستان آتے ہی اس حادثے کے باعث دوبارہ خوفزدہ ہوکر گھر بیٹھ گئی تھی۔رابی میں اتنا پڑھ کر کیا کروں گی اس نے نم آنکھیں صاف کیئں۔گھر میں صرف وہ ہی رابیل کو رابی کہتی تھی۔اچھا جی وہ جو کچھ دن پہلے بابا کے سامنے بڑے بڑے دعوے ہو رہے تھے پروفیسر بننے کے۔رابیل پھر اس کے سر ہوئی۔ہاں تو آن لائن پڑھ لوں گی۔محترمہ میرال عباسی ایم ایس تو ریگولر ہی کرنا ہوگا۔وہ کہاں ٹلنے والی تھی۔اچھا ٹھیک ہے کل سے جاؤں گی۔آج سے کیوں نہیں ابھی نو بجے ہیں گیارہ بجے کلاس ہے۔ٹھیک ہے پھر تم میرے ساتھ چلوگی۔رابیل نے سر پر ہاتھ

مارا۔میرال کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔اوکے صرف آج رابیل نے پیار سے بہن کو دیکھا۔صباحسن جو کب سے دونوں کے باہر آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔تیار ہو کر آتی ہوئی دونوں بہنوں کو پیار سے دیکھ کو بانہیں کھولیں اور دونوں اس میں سما گئیں۔

زرشاہ ہمیں آج سکول نہیں جانا وہ آج پھر کرسی کے سٹینڈ کو پکڑے کھڑی تھی آئمہ نے پیار سے بہن کو دیکھا جو سکول یونیفارم میں بالکل جاپانی گڑیا لگ رہی تھی۔ہماری گڑیا نے سکول کیوں نہیں جانا۔یہ روز کا معمول تھا روز نورے بہانے بناتی اور روز زرشاہ اسے منا لیتا۔سکول بہت دور ہے اور لالی بہت تیز چلتی ہے۔اس نے منہ بنا کر نا جانے کی وجہ بتائی ۔آئمہ نے اس کی ڈرامے بازی پر اسے گھورا۔تو نورے شہزادی کو آج زرشاہ سکول چھوڑ دے گا اپنی جیپ پہ۔روز تو وہ دیر سے جاتا تھا اسے شہر جانا ہوتا تھا کالج قصبے میں نہیں تھا جبکہ سکول پاس ہی تھا۔

عالم شاہ چھوڑ آتے تھے یا پھر اعظم شاہ۔نورے آجاؤ وہ فرنٹ سیٹ پر علی زرشاہ کے ساتھ بیٹھی تھی۔کیسی بات پر ہنستے ہوئے اس نے علی زر کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔وہ بھی اس کی معصومانہ باتوں پر مسکرا رہا تھا۔یہ منظر کیسی نے بہت طیش سے دیکھا اور اپنی سوچ کو

عملی جامہ پہنانے نکل پڑا۔ کاش علی زرا سے سکول چھوڑنے نا جاتا۔ کاش اسے علی زر کے ساتھ عزم شاہ نہ دیکھتا۔ کاش وہ آج ضد کر کے چھٹی کر لیتی۔ اتنے سارے کاش رہ گئے مگر نورے شاہ نہیں رہی۔

لالا آج آف ہے فواز آج ناشتے کے بعد کمرے سے باہر نہیں آیا تھا تو شیحان اس کا پوچھ کر اندر آ گیا وہ جو ٹیبل پر پاؤں پھیلائے لیب ٹاپ ٹانگوں پر رکھے بیٹھا تھا اس کے آنے پر مسکرایا۔ آو شاہو کچھ دیر تک ایک کالج کے وزٹ کے لیے جانا ہے۔ لالا گھر چلتے ہیں ماما بابا اور نورے کی یاد آ رہی ہے۔ وہ پاس بیٹھ کر بولا۔ میں ٹریننگ اکیڈمی چلا گیا تو پتا نہیں کتنے عرصے بعد آ پاؤں گا۔ فواذ نے اپنے سنجیدہ سے بھائی پر نظر ڈالی جو کم ہی ایسا نظر آتا تھا۔ تو لالے کی جان تم نے خود ہی اس فیلڈ کو چنا ہے۔ اب سختیاں تو برداشت کرنی پڑیں گئیں۔ فوذ لیپ ٹاپ سائڈ پر کرتے ہوئے بولا۔ ویسے بھی بابا سے میری بات ہوئی تھی نورے کے پیپرز کے بعد وہ مستقل اسلام آباد آ جائیں گے۔ بابا صاحب اکیلے ہو جائیں گے حیدر آباد کا سفر بھی زیادہ ہے وہ اتنا سفر بھی نہیں کر سکتے۔ فواز نے بھائی کو سمجھایا ویسے بھی تم ایک ڈیڑھ ماہ ہو نورے نیکسٹ ویک فری ہو جائے گی۔ پریکٹیکل کے لیے میں لے

جاؤں گا۔اب وہ اٹھ کر کپڑے نکال رہا تھا۔ویسے لالے کیا گرلز کالج جا رہیں ہیں۔وہ اپنی عادت سے مجبور زیادہ دیر سنجیدہ نہیں رہ سکتا تھا۔فواذ نے اسے گھورا۔مطلب ہاں تو مجھے بھی لے جائیں کوئی چانس ہی بن جائے گا اچھا ٹھیک ہے لے جاتا ہوں وہ ڈریس پہننا جو کیڈٹ کالج سے واپسی پر پہنا تھا۔فواذ مسکراہٹ چھپانے کے لیے مڑا۔کیا یعنی باباصاحب نے آپ کو بھی۔۔۔۔۔فواذ کے سر ہلانے پر وہ اب باباصاحب سے لڑنے جا رہا تھا۔فواذ مسکراتا ہوا تیار ہونے لگا۔

اس دن اڑے بالوں کے ساتھ آئمہ گھر آئی تھی نورے نہیں آئمہ نے روتے ہوئے بتایا کے نورے کو عزم شاہ لے گیا تھا وہ رو رہی تھی تو اسے بے ہوش کر کے لے گیا۔گھر میں موت کا سا سناٹا چھایا تھا جس میں آئمہ کی سسکیوں سے ارتعاش پیدا ہوتا۔علی زر شاہ،عالم شاہ اور اعظم نے عزم شاہ کا ہر ٹھیکانا چھان مارا تھا۔انہونی کا خوف انہیں کھائے جا رہا تھا۔تینوں ایک دوسرے سے نظریں چراتے پھر رہے تھے۔پھر دو دن بعد وہ ایک کھائی سے ملی تھی نیم مردہ حالت میں۔اس جاپانی گڑیا کو نوچ کھسوٹ کر پھینک دیا گیا تھا۔ہر

آنکھ اشک بار تھی۔زر شاہ چاہتے ہوئے بھی اس بے رحمی ہر اسے انصاف نہیں دیلا پایا تھا عزم شاہ روپوش تھا ورنہ ضرور اسے مار دیتا۔نورے ہوش میں آتے ہی زور زور سے چیخنے چلانے لگتی اپنے بالوں بازوؤں اور چہرے کو نوچتی۔رز شاہ کو پکار کر اپنے چہرے پر تھپڑ مارتی اور بیہوش ہو جاتی۔آئمہ بہن کی حالت زار پر خود بے حال تھی۔دو ماہ بعد اب وہ بہتر تھی بس گم سم دیواروں کو گھورتی رہتی۔قیامت تو تب ٹوٹی جب آئمہ کے ضد کرنے پر لان میں آکر گر پڑی اور ڈاکٹر کے مطابق وہ امید سے تھی۔ایک بار پھر سب ایک دوسرے سے نظریں چرائے پھر رہے تھے۔فرواروز اس سے بچے کی باتیں کرتیں جو پتا نہیں اس کو سمجھ بھی آتیں تھیں یا نہیں بس وہ ساکت رہتی۔جاپانی گڑیا کی آنکھیں بس ہر ایک کو بولتا دیکھ کر اس پر جمی رہتیں۔بہن کی

حالت نے آئمہ کو وقت سے پہلے سمجھ دار بنا دیا تھا۔وہ سمجھ گئی تھی کہ بہن کے ساتھ کیا گزری وہ جو پہلے ہی کم گو تھی اب تو بالکل خاموش ہو گئی۔نوماہ نو صدیوں کے برابر گزر رہے تھے نورے اپنی جسمانی تبدیلیوں کو حیرانی سے دیکھتی۔

میرال کو واپسی پر عباد عباسی لے لیتے تھے آج وہ میرال کو لے کر اپنے کالج آ گئے تھے۔ وہ مقامی کالج کے پرنسپل کی حیثیت سے تعینات ہوئے تھے آج مقامی اسسٹنٹ کمشنر کا وزٹ تھا میرال کو چھوڑنے میں وہ لیٹ ہو جاتے۔ وہ ویٹنگ ایریا میں بیٹھی کالج میگ دیکھ رہی تھی جب وزٹ ہوا۔ گلاس میرر سے اس نے حیرانی سے ینگ سے اسسٹنٹ کمشنر کو دیکھا۔ جواب بابا سے بات کر رہا تھا۔ پھر وہ گلاس میرر کے سامنے سے ہٹ کے باہر چلے گئے۔ رابیل کی کال تھی کے اس نے مینگو ڈیزرٹ بنایا ہے بس وہ گھر آ جائے۔ بابا کو بتانے کے لیے وہ باہر آئی۔ اسسٹنٹ کمشنر صاحب ابھی گئے ہیں کچھ ضروری فارمیلٹیز ہیں ایک گھنٹا لگ جائے گا۔ بابا میں چلی جاتی ہوں قریب تو ہے۔ میرو دیکھ لو بیٹا پریشان ہو گی۔ بابا پریشان نہ ہوں۔ وہ خود اکیلے جانے سے پریشان ہو رہی تھی ان کو تسلی دی کیونکہ رابیل کافی بار کال کر چکی تھی۔ باہر آ کر وہ آٹو کے لیے روڈ کراس کرنے کا سوچتی ہوئی بڑھتی ہے۔ گارڈز نے راستہ خالی کرنے کے لیے ہارن دیا تو میرال رکنے کے بجائے حواس باختہ ہو کر روڈ کے درمیان میں آ جاتی ہے۔ سکیورٹی کے پیچھے گاڑی میں ڈرائیور جو ہارن کی آواز سے یہی سمجھا کی راستہ خالی ہو گیا ہے۔ فوراً آگے بڑھتا ہے۔ تو بریک لگانے کے بعد بھی میرال کو سائیڈ لگ جاتی ہے۔ فواد پریشان ہو کر باہر آتا ہے۔ آپ ٹھیک ہیں۔ وہ جو گرنے

پر شرمندہ ہو کر جلدی سے کپڑے جھاڑ کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ آئیں ہم آپ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ شیحان جو اتنی دیر سے گاڑی میں سو رہا تھا۔ فواذ کے ساتھ ضد کر کے آ گیا تھا وزٹ پر فواذ کے ڈانٹنے پر سو گیا۔ گاڑی رکنے پر صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ گارڈز سامنے ہونے کی وجہ سے اسے صحیح سے نظر بھی نہیں آ رہا تھا۔ پھر دروازہ کھول کر کوئی اندر بیٹھ رہا تھا۔ اور بیٹھنے والی کو دیکھ کر شیحان اچھلا لالی پھر سے۔ آپ ہر بار گھر سے باہر نکلنے پر مشکل میں پڑ جاتی ہیں۔ شیحان ہر نظر ڈال کر وہ پلکیں جھپکائے آنسو روک رہی تھی۔ فواذ نے اسے پلکیں جھپکتے ہوئے دلچسپی سے دیکھا۔ اس کی آنکھیں کس جیسی ہیں اس نے دل میں سوچا۔ پھر سر جھٹک کر اس سے ایڈریس پوچھا۔ شیحان نے اس کی طرف دیکھا پلیز بیہوش مت ہویئے گا۔ میں بتاتا ہوں۔ تم جانتے ہو انہیں۔ جی جی محترمہ میرال عباسی ایم ایس کی سٹوڈنٹ ہیں پتا نہیں یونی

والوں نے ایڈمیشن کیسے دیے دیا۔ وہ طنزیہ بولا۔ شا ہو سٹاپ دس ایڈریس بتاؤ۔ اس نے اس جاپانی گڑیا کو دیکھا جو اب باہر دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظروں کو باندھ رہی تھی۔ وہ الجھ رہا تھا خود کو روکنے کے لیے۔ شیحان اب اسے پتا نہیں کیا کہ رہا تھا وہ نظریں جمائے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔

رابیل گیٹ پر اس کا انتظار کر رہی تھی۔اس کو اترتے دیکھ کر آگے بڑھی فواز اور شیحان بھی اترے۔وہ میرال کو چھوڑ کر اس کی طرف مڑی۔تم پھر میری بہن کے پاس نظر آئے۔آج تو میں پولیس کو بلاتی ہوں تمہیں اندر کرواتی ہوں۔او محترمہ دوسری بار تمہاری بہن کو خیریت سے گھر چھوڑا ہے میرا شکریہ ادا کرنے کے بجائے مجھے ہی باتیں سنا رہی ہو۔رابی اندر چلو میرال نے اس روکا۔نہیں میرو آج تو یہ ایسے نہیں جائے تم نہیں جانتیں ایسوں کو۔فواز دلچسپی سے اس چھوٹی پٹاخہ کو دیکھ رہا تھا۔سوری گڑیا وہ بات ختم کرنے کے لیے بولا۔چلو شیحان۔جی لالا اس نے رابیل کو گھورا جو اسے خطرناک نظروں سے دیکھ رہی تھی۔چلو رابی میری غلطی تھی پولیس ہارن سن کر گر گئے تھے تو ان کی گاڑی کے سامنے آگئی۔آپ ٹھیک ہو میرو اب وہ چھو کر میرال کو دیکھ رہی تھی۔میں ٹھیک ہوں رابی اس نے پیار سے بہن کے چہرے کو چھوا۔بہت شکریہ سر وہ فواز کو دیکھتے ہوئے بولی۔اٹس ناٹ فیر لالی میں نے ایڈریس بتایا تھا۔وہ خفا ہو مڑا۔تھینک یو شیحان وہ جو مڑ کر گاڑی میں بیٹھنے لگا تھا۔اس کے شکریہ ادا کرنے پر سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکا۔مینشن ناٹ بس گھر سے باہر جانے سے پہلے بتا دیا کریں میں ہر جگہ مدد کے لیے پہنچ جاؤں گا۔اس کے چہرے پر آنے والی مسکراہٹ نے پھر سے فواز کی نظروں کو باندھا تھا۔اس کی آنکھیں وہ

پھر الجھا۔جواب ہاتھ ہلا کر شیحان کو فی امان اللہ کہتی ہوئی اسے ایک بار پھر چونکنے پر مجبور کر گئی تھی۔لوفر رابیل نے سر جھٹکا۔ایکٹر شیحان زیر لب بڑبڑایا۔

ایک سرد شام میں نورے شاہ کے بیٹی ہوئی تھی مگر نورے شام جان سے چلی گئی تھی ۔آئمہ کو غشی کے دورے پڑنے لگے تھے ہوش میں آتے ہی چیخ چیخ کر رونے لگتی۔بچی جس کو آکسیجن کم ہونے کی وجہ سے انڈر اوبزرویش رکھا گیا تھا۔جاپانی شہزادی کو قبر میں اتارنے کے بعد سب کو بچی کا خیال آیا تھا ایک اور قیامت انتظار میں تھی بچی کو عزم شاہ اٹھا کر لے گیا تھا سب نورے کی موت پر حواس باختہ ہو گئے اور اس کا فائدہ اٹھا کر بچی کو لے گیا تھا علی زر شاہ نے معلومات کے مطابق وہ اپنی جیپ لے کر قصبے سے باہر نکلتے دیکھا گیا تھا۔اس نے اپنی گن لوڈ کی آج تو اس کو مار کر ہی رہوں گا وہ سب کے منع کرنے پر بھی نا روکا تھا۔

میرال عباسی صبا عباسی کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی جب عباد عباسی گھر آئے تھے میرال کو ایسے دیکھ کر مسکرائے۔رابیل کچن میں چائے بنا رہی تھی۔بابا کی آواز پر اس نے سر اٹھایا

اور مسکرائی۔اٹھ جائیں لاڈورانی رابیل کمرے لاؤنج میں داخل ہوئی۔بابااس کو کیا کہیں سے اٹھایا تھاآپ نے میرے جیسی کوئی سمجھ دار بیٹی لانی تھی جہاں سے بھی میرو کولائے تھے کہ دیتے بھئی اتنی روندورانی ہمیں نہیں چاہیے۔رابیل کی بات پر دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھااور سرخ ہوتی آنکھوں سے عباد عباسی اٹھ کر چلے گئے تھے۔صباعباسی رابیل کوڈانٹ رہیں تھیں۔

کمرے میں آتے ہی عباد عباسی بیڈ پر لیٹ گئے تھے اپنی آنکھوں کا مسل کر خود کو پر سکون رکھنے کی کوشش کررہے تھے۔آج بہت عرصے بعد پھر سے آئینہ دیکھا گئی تھی بیہ جو کے تکلیف دہ تھا۔انہیں آج بھی سب از بر تھا۔جب ہنی مون کے ایک ہفتے بعد وہ اپنا ہنی مون کینسل کر کے واپس آرہے تھے۔

صبامجھے کویت میں جو جاب اپلائی کی تھی وہ مل گئی ہے کل تک ڈاکومنٹس مکمل کرنے ہیں ہمیں نکلنا ہوگا۔اب وہ پیکنگ کررہے تھے۔پروفیسر صاحب درمیان میں کوئی چٹکلا چھوڑ کر صباعباسی کو مسکرانے پر مجبور کردیتے تھے۔

اگلے دن صبح پانچ بجے وہ ہوٹل چھوڑ کر سفر شروع کر چکے تھے۔ سفر ہنستے مسکراتے جاری تھا کہ ایک موڑ مڑتے ہوئے انہوں نے عجب منظر دیکھا ایک جیپ کو کھائی میں گرتے دیکھا اور جیپ گرنے سے پہلے کچھ پہاڑوں پر ایک سائیڈ گھاس میں کچھ اچھالا گیا تھا۔ دور ہونے کی وجہ سے وہ دیکھ نہ پائے تھے قریب آ کر وہ رکے کہ شاید وہ کوئی مدد کر سکیں۔ مگر افسوس ہوا یہ دیکھ کر کہ جیپ گہری کھائی میں جا چکی تھی۔ وہ واپس پلٹ ہی رہے تھے کے دور گھاس پر کمبل سے ہاتھ نکلے روتی ہوئی اس جاپانی گڑیا نے ان کے قدم روک دیئے لیے تھے ارد گرد سناٹا تھا صبا نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا۔ بچی نیلی ہو رہی تھی۔ دونوں نے گہری سانس لے کر ایک دوسرے کو دیکھا فیصلہ تو ہو گیا تھا اس رب نے نورے کے جسم کے حصے کو انہیں سونپ دیا تھا۔ ایک ماں کے مرتے ہی اسے ماں لوٹا دی تھی۔ ڈاکٹر سبحان اسے دیکھ کر مسکرائے بڑی جلدی ترقی کر لی پروفیسر صاحب نو دن میں نو ماہ کا کام کر آئیں ہیں۔ انہوں نے بچی کو پیار کرتے ہوئے عباد عباسی کو چھیڑا۔ انہوں نے مختصر سارا قصہ سنا دیا۔ بچی کو ایک ہفتے کے لیے ایڈمٹ کر لیا گیا تھا۔ اگلا ایک ہفتے میں جو انہوں نے کام کیے اپنے بھرے پرے گھر کو منایا میرال عباسی کو اپنی بیٹی کے طور پر ڈاکومنٹس مکمل کروائے۔ ایک ہفتے بعد وہ کویت میں اپنی ڈیوٹی جوائن کر چکے تھے۔ اللہ نے میرال کی

محبت ان کے دل میں ایسے ڈالی کہ پانچ چھ سال وہ بے اولاد رہے اپنے خاندان میں میرال ان کی پہلی اولاد تھی۔ جب چھ سال بعد رابیل عباسی ان کی گود میں آئیں تو بھی میرال کی جگہ نا لے سکیں تھی۔

پھر احد جوٹین میں اور ہادی گریڈ سیون میں تھا۔ رابیل نے ایف ایس سی اور میرال نے بی ایس کر لیا تھا۔ اپنی بچیوں کو اپنے گھر میں بستے دیکھنے کی خواہش انہیں دوبارہ پاکستان لے آئی تھی۔ میرال کا سچ تو خود سے بھی نہیں کہتے تھے آج رابیل کی دہائی نے حقیقت یاد دیلا دی۔ شروع ہی سے میرال سوتے میں ڈر جاتی تھی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پا پہروں روتی۔ صبا اور عباد نے بہت کوشش کی سائیکالوجسٹ کو دکھایا مگر وقت کے ساتھ تبدیلی تو آئی مگر مکمل نہیں۔ رابیل میرال کے قریب ہونے کی وجہ سے اس کا خاص خیال رکھتی بقول میرال چھوٹی ہو کر اس پر رعب جمائے رکھتی۔ مگر وہ سب نہیں جانتے تھے ڈر، خوف، دہشت تو وہ ماں کے پیٹ سے لے کر آئی تھی جو نورے نے نو ماہ میں محسوس کیا، جو تکلیف وہ کہہ نا سکیں اس کا میرال کی شخصیت میں نظر آنا عجب نا تھا۔ شاید آئمہ اور علی زر شاہ کے پاس ہوتی تو ایسی نا ہوتی۔ یا پھر نورے کی طرح وہ بھی نہ ہوتی۔ صبا عباسی نے کمرے میں قدم رکھا۔ عباد عباسی کی آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹایا جن کی آنکھوں میں برسوں

کی مسافت کی تھکن تھی صباعباسی کی گود میں سر رکھتے ہوئے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

علی زر شاہ واپس لوٹ آیا تھا جائے حادثہ سے عزم شاہ کی لاش تو ملی مگر بچی کا کچھ پتا نا چل سکا لوگوں کے مطابق نو مولود کو کوئی پہاڑی جانور لے گیا ہو گا۔اتنی اونچائی سے گرنے کے بعد تو بچنے کی امید ویسے بھی نہیں تھی۔ مگر کون جانتا تھا کے کس نیت سے عزم شاہ نے بچی کو جیپ الٹنے سے پہلے باہر اچھال دیا تھا۔ پھر علی زر شاہ نے قصبہ چھوڑ دیا عالم شاہ نورے کا غم سینے سے لگائے بیمار رہنے لگے۔آئمہ شاہ کے غشی کے دوروں میں اضافی ہوتا جا رہا تھا ان کی زندگی میں تبدیلی ڈاکٹر کے مطابق بہت ضروری تھی تو فرواشاہ نے اعظم شاہ سے مشورہ کرتے ہوئے ان کو علی زر شاہ کے روم میں شیفٹ کر دیا تھا۔ہر رات وہ سسکیاں لیتے لیتے علی زر شاہ کی سینے سے لگی سو جاتیں اور وہ جو کسی طور اتنی چھوٹی عمر میں کوئی رشتہ بنانے کا قائل نہیں تھا۔آئمہ شاہ کی توجہ حاصل کر کے اس اپنی بیوی کا درجہ دے گیا تھا اور گزرتے وقت نے اس کے اندر سے احساس ندامت کو دھو دیا تھا۔فواز شاہ کے گود میں آتے ہی نورے شاہ کا زخم مندمل ہونے لگا تھا پھر علی زر شاہ نے پڑھائی میں الجھا کر ان کی

توجہ اس غم سے ہٹادی تھی۔ میٹرک کرتے ہی وہ خود علی زر شاہ کی محبت کے احساس میں پور پور ڈوب چکیں تھی۔ وہ اکثر کتنی دیر آئمہ شاہ کی آنکھوں کو دیکھا کرتا اس کی آنکھوں کا بوسہ لیتا وہ اس کے احترام محبت میں خود کو ہار چکی تھیں۔ چھ سال بعد شیحان اور پھر نورے نے آکران کی زندگی کو مکمل کر دیا تھا۔ مگر آج بھی جب نورے سکول جانے کے بہانے بناتی اور علی زر شاہ اس کو بہلا پھسلا کر سکول کے لیے تیار کرتے تو آئمہ شاہ آنکھوں کے کنارے صاف کرتی منہ پھیر لیتی۔ وہ خود فارن ایمبیسی میں اچھی پوسٹ پر تھے۔ فروا شاہ کے انتقال کے بعد آئے دن کے ٹرانسفار مر سے تنگ آکر انہوں نے دونوں بیٹوں کو باباصاحب کے پاس اسلام آباد چھوڑ دیا تھا تاکہ ان کی پڑھائی ڈسٹرب نہ ہو مگر نورے شاہ کو کبھی خود سے الگ نہیں کر پائے تھے۔ اب وہ بس نورے شاہ کے ایف ایس سی کے پیپرز کے بعد واپس ٹرانسفار مر کی کوشش کر رہے تھے۔ نورے بھی بھائیوں کے لیے اداس ہوتی اور باباصاحب بھی سب کو اکٹھا دیکھنا چاہتے تھے۔

شیحان کی ٹریننگ کی ڈیٹیلز آگئی تھی اسے پندرہ دن بعد کاکول اکیڈمی بلالیا گیا تھا۔ رات ہی اس کی فیملی شیفٹ ہوئی تھی۔ آئمہ شاہ کے ساتھ بستر میں گھسا ہوا تھا بس کر دو نالائق

انسان پہلے ہی دن میری بیوی کو کمرے میں آنے نہیں دیا دوسری سائیڈ سے شیحان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولی۔آپ کی بیوی خود آپ کو چھوڑ کر آئیں تھیں۔وہ آنکھیں بند کیے بولا۔ہاں جو رات کو کان میں کٹ مٹ کر کے آئے تھے مجھے سمجھ آگئی تھی۔ہاں آپ کی بیوی پر ہمارا ابھی کوئی حق ہے۔رات میں گڈ نائٹ کس کرتے ہوئے وہ ماں سے اپنے پاس آنے کا کہہ آیا تھا۔وہ علی زر شاہ کے سونے کے بعد شیحان کے پاس آئیں تھی اور اس کی دنیا بھر کی کہانیاں سنتے اس سے پہلے سو گئی تھیں۔ویسے بابا اس کے حقوق ادا کرنے والی لا دیں ورنہ یہ آپ دونوں کو اکٹھے برداشت نہیں کرے گا۔فواز اندر آتے ہوئے بولا۔دیکھ لیں ماما شیحان نے آنکھیں کھول کر ماں کو دیکھا۔بس کریں آپ دونوں مت تنگ کریں میرے بیٹے کو انہوں نے جھک کر پیشانی چومی۔فواز صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔بابا آپ نالالا کی شادی کر دیں۔میں اگلی چھٹی میں لالا کی شادی میں ہی آؤں گا۔فواز نے صوفے سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کی تو کیسی کی پر نم آنکھیں پردے پر جھلملائیں تھیں۔

اس کی آنکھیں ماما جیسی ہیں۔اس نے فوراً آنکھیں کھولیں۔باباصاحب ایسا ہو سکتا ہے کہ کیسی کی آنکھیں ماما جیسی ہوں۔فواز بولا یہ کون سی محفل میرے بغیر جمار کھی ہے نورے نیند میں علی زر شاہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی تھی۔کس کی آنکھیں لالا۔شیحان

شرارت سے بولا۔اور ساتھ ہی طوطے کی طرح نورے وہی جملہ بولی۔جب بچپن میں نورے نے بولنا شروع کیا تو وہ سارے شیحان کے جملے بولتی تھی۔پھر بڑے ہو کر اس کی عادت اتنی پکی ہوئی کہ وہ اکثر شیحان کا جملہ دہراتی تھی سب اس کو طوطی چھڑتے مگر وہ بھی عادت سے مجبور تھی۔فواز بھائی کو گھور کر پھر سے زر شاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ہاں برخوردار مجھے بھی تمھاری ماں کی آنکھیں اپنی ماں کی طرح لگتی تھیں۔وہ انتہائی سنجیدہ شکل بنا کر بولے بات سمجھ آنے پر شیحان اور نورے اکھٹے بولے

۔او۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آنکھیں کس کی لالا۔فواز خفا ہو کر اٹھا۔بیٹھ جاؤ فواز زر شاہ شرارتی انداز میں بولے اب ماں جیسی آنکھوں والی کا نام ہی بتا دو۔بابا میں سیریس ہوں۔تو بیٹا جی میں بھی تمھاری ماں کے ساتھ رشتہ لے جانے کے لیے بہت سیریس ہوں۔وہ آئمہ شاہ کو اشارہ کرتے ہوئے بولے۔شیحان اور نورے اسے واپس صوفے پر بیٹھا کر اس کے ارد گرد بیٹھ گئے تھے۔اسسٹٹ کمیشنر صاحب جلدی بتایئے ہم اپنی بھابی کا نام جاننے کے لیے بے تاب ہیں۔نورے کے بات ریپیٹ کرنے پر شیحان نے اسے گھورا طوطی کوئی اپنا لفظ بھی بول لیا کرو۔وہ معصوم سی شکل بنا کر آنکھ کے اشارے سے اسے فواز کی طرف متوجہ کرتی ہے۔کوئی نہیں ہے بخش دو۔اب ایسے تو مت کہیں کوئی تو ہے۔اب

کی بار نورے نے جملہ ریپیٹ کرنے سے خود کو روکا تھا۔یہ تو وہ جانتا تھا وہ جو بھی کر لے وہ بخشیں گے نہیں۔اس نے گہری سانس لیتے میر ال عباسی کا نام لیا۔شیحان چھلانگ لگا کو واپس بستر میں گھس گیا تھا۔بابا باقی کام آپ کا ہے وہ زرشاہ کے کان میں بولا۔فواذ اسے غصے سے گھورتا ہے۔بابا لالا سے پوچھیں ایک ہی ملاقات میں آنکھیں کیسے دیکھ لیں۔فواذ نے دل میں اسے گالیوں سے نوازا۔ویسے لالا کی چوائس لاجواب ہے۔لالا مجھے کب ملائیں گے نورے اب لاڈ سے اس کے بازو میں ہاتھ ڈالے پوچھ رہی تھی۔فواذ بازو چھوڑا کر باہر نکل جاتا ہے۔ارے پہلے خود تو دوسری ملاقات کر لیں۔اب صحیح بات بتاؤ صاحب زادے زرشاہ نے اسے کان سے پکڑ کر پوچھا۔اچھا کان تو چھوڑ دیں ڈیڈ۔یہ ڈیڈ کیا ہوتا ہے بابا نہیں بولا سکتے۔یس ڈیڈ۔نورے نے ہاتھ رکھ کر بامشکل اپنی ہنسی کو روکا۔۔اب وہ میر ال عباسی سے اپنی ملاقات کا قصہ سنا رہا تھا۔

رابیل صبح سے سر کھا رہی تھی کہ اس کے ساتھ مارکیٹ چلے مگر وہ کان نہیں دھر رہی تھی۔اب اس کے کبڈ سے کپڑے نکال کر اس کے ہاتھ میں دیئے اور اسے واش روم میں دھکا دیا۔زبردستی لے کر نکلی تھی۔اس کا آرمی میڈیکل کالج راولپنڈی میں اس کا

ایڈمیشن ہو گیا تھا۔اگلے ہفتے اس نے چلے جانا تھا۔لالی وہ جو بیزاری سے رابیل کا ساتھ پھر رہی تھی۔لالی کی آواز پر پلٹی مگر سامنے آئمہ شاہ کو ساکت کر گئی تھی۔نورے بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا۔ماما یہ میرال عباسی ہے۔اس نے میرال عباسی پر زور دیا۔مگر وہ تو گڑیا کی طرح کھلتی،بند ہوتی آنکھوں سے نظر نہیں ہٹا پا رہی تھیں۔اب شیحان دوسری لڑکی سے تعارف کروا رہا تھا۔آئمہ کی خاموشی نے شیحان کو پریشانی میں ڈالا۔ماما آپ ٹھیک ہیں ۔وہ اب بھی چپ تھیں۔میرال خود کو مستقل دیکھنے پر نروس ہو رہی تھی۔اچھا لالی پھر ملتے ہیں ماما کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے۔وہ آئمہ شاہ کو کندھے سے تھامتا واپس مڑا۔

مال سے آنے کے بعد وہ کمرے میں چلی گئیں تھیں۔علی زرشاہ جب واپس آئے تو نورے نے بتایا کہ ماما کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔وہ فوراً کمرے میں آئے۔کمرے میں گھور اندھیرا تھا روشنی ہونے پر انہوں نے آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔زرشاہ نے آگے ہو کر آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا۔آئمہ کیا ہوا ہے روتی رہی ہو ان کی لال ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر بولے وہ ایک بار پھر زرشاہ کے کندھے سے لگی رو رہی تھیں۔آئمہ میں پریشان ہو رہا ہوں پلیز بتاؤ وہ انہیں خود سے الگ کر کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولے۔وہ بالکل چاپانی گڑیا ہے فواد ٹھیک

کہتے ہیں اس کی آنکھیں میرے جیسی ہیں نورے جیسی ہیں۔وہی گلابی قدرتی بلشن لگے گال،گلابوں کی پنکھڑیوں سے ہونٹ۔وہ بالکل نورے جیسی ہے کہ کروہ پھر روپڑی تھیں ۔آئمہ کون نورے جیسی ہے وہ الجھے۔وہ میرال عباسی مجھے مال میں ملی تھی۔آپ فواذ سے کہیں ناوہ میرال سے شادی کرلے۔اس کی شکل میں نورے ہمارے گھر آجائے گی۔آپ کریں گے نہ بات وہ اب آس سے زرشاہ کی طرف دیکھ رہی تھیں۔انہوں نے اس کے ہاتھ کی پشت سہلاتے ہوئے گہری سانس لی۔ہوں بات کرتا ہوں آپ پریشان نہ ہوں۔ پھر رات میں انہوں نے فواذ سے پوچھا کہ اگر اس کی کوئی کمیٹمنٹ نہیں ہے تو وہ میرال کے گھر رشتہ لے جائیں۔فواذ کی تو جیسے دلی مراد بر آئی تھی۔شیحان اور نورے اس کے گرد لوڈی ڈال رہے تھے۔

رابیل میرال کے آگے پیچھے پھر رہی تھی جس نے اتنے اچھے رشتے سے انکار کر دیا تھا۔فواذ گھر میں سب کو بہت اچھا لگا تھا۔اچھی فیملی تھی اتنے پیار سے مانگ رہے تھے۔اب وہ اسے بابا کے پاس لے آئی تھی جو میچ دیکھ رہے تھے۔بابا آپ اس سے پوچھیں نا اس نے کیوں انکار کیا۔وہ عباد صاحب کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔بیہ کیا مسئلہ ہے اگر میری بیٹی کو نہیں

پسند تو تم اسے کیوں تنگ کر رہی ہو۔ مگر بابا وجہ تو بتا دے نا۔ ویسے ادھر آؤ میروانہوں نے پیار سے اسے پاس بیٹھایا۔ بیٹا اچھا لڑکا ہے بیہ ٹھیک کہ رہی ہے۔ آپ کو سوچنا چاہیے ۔ مگر بابا وہ ایج میں چھوٹا ہے۔ میں کون سا نارمل ہوں۔ چھوٹوں کا تو زیادہ خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ہیں ہیں محترم میرال عباسی صاحبہ کہاں سے آپ فواذ لالا سے بڑی لگتی ہیں۔ اور ویسے بھی آپ چھوٹوں کے رعب میں ہی آتی ہیں بڑوں کی تو سنتی نہیں۔ بابا بہت فضول وجہ ہے رابیل بولی۔ مگر ہو گا تو وہی جو میری بیٹی چاہتی یے عباد عباسی بولے۔ میرال نے رابیل کو زبان چیڑائی۔

شیحان فواذ کے کمرے میں دھرنا دیئے بیٹھا تھا۔ ویسے لالا آپ کے سسرال سے جواب کیوں نہیں آرہا میرے جانے میں بھی چار دن رہ گئے ہیں۔ کیوں کہ محترمہ میرال عباسی نے شادی سے انکار کر دیا ہے۔ وہ جو کارپٹ پر لیٹا ٹانگیں بیڈ پر رکھے ہوئے تھا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ گیا اور آپ کو کیسے پتا اور آپ کو کوئی لڑکی کیسے منع کر سکتی ہے۔ مجھے رابیل نے بتایا ہے کیونکہ میرال مجھ سے ڈیڑھ دو سال بڑی ہیں تو وہ اپنے سے چھوٹے سے شادی نہیں کر سکتیں۔ مگر لالی تو بالکل چھوٹی سی ڈول لگتی ہیں آپ کے سامنے۔ یہی تو میرے پیارے

بھائی تمھاری لالی کی عقل بھی کم ہے۔اب کیا کریں گے۔ایک کوشش کروں گا محترمہ کا دماغ درست کرنے کی۔

مطلب۔مطلب یہ کہ کل ملنا ہے محترمہ سے بڑی مشکل سے رابیل کو منایا ہے۔میں بھی چلوں گا آپ کے ساتھ شیحان فوراً تیار ہوا۔اچھا ٹھیک ہے اس نے پیار سے بھائی کے بال بکھیرے۔

دیکھو میرو میں تین چار دن بعد چلی جاؤں گی تم میرے ساتھ نہیں جاتیں میں بلانے پر بھی نہیں آؤں گی رابیل اسے بلیک میل کر کے مشکل سے تیار کر کے میکڈونلڈ لائی تھی۔کہ پھر تو پتا نہیں کب جا پائے گی۔عباد عباسی سے فواذ نے خود پر میشن لی تھی کہ وہ ایک بار میرال سے ملنا چاہتا ہے۔

رابیل آڈر کر کے انگلی سے ٹیبل بجاتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جب اینٹرس پر فواذ اور شیحان نظر آئے۔میرال کو واش روم کا کہ کر وہ اٹھی تھی۔

اسلام علیکم لالی شیحان پاس آکر بولا۔اس نے سر کے اشارے سے جواب دیا۔لالا ہم بھی ان کو جوائن کرتے ہیں آپ بیٹھیں میں آڈر کر کے آتا ہوں۔فواذ میرال کے سامنے بیٹھ گیا

تھا۔ کیسی ہیں آپ وہ جو ہاتھوں پر نظریں جما کر بیٹھی تھی بولی۔ جی ٹھیک ہوں۔ میرال آپ نے شادی سے انکار کیوں کر دیا۔ وہ ڈائریکٹ مدعے پر آیا تھا۔ وہ خاموش رہی۔ میرال دیکھیں میں کوئی دعوائے کو نہیں کر رہا مگر کوشش کروں گا آپ کو خوش رکھنے کی۔ مگر آپ مجھے نہیں جانتے میں اٹینش سیکر آپ کا خیال نہیں رکھ پاؤں گی آپ تو میرے سے چھوٹے بھی ہیں۔ اس نے چھوٹے کہنے پر پہلو بدلا دل تو کر رہا تھا اسے اپنے بانہوں کے حصار میں قید کر کے پوچھے بتاؤ جاناں کون بڑا ہے۔ اگر اس پر کوئی حق رکھتا تو ضرور اپنی سوچ پر عمل پیرا ہوتا۔ ہر کوئی اٹینش سیکر ہوتا ہے آپ کو اٹینشن ملے گی تو آپ مجھے دو گی بھی۔ اس نے پھر سے کوشش کی۔ مگر مجھے دینی نہیں آتی وہ ہاتھ ملتے ہوئے بے بسی سے بولی۔ دیکھیں ہو سکتا ہے جو آپ کی زندگی میں آئے وہ آپ سے ڈیمانڈ کرے مگر میں نہیں کروں گا۔ تو پھر میں ہی کیوں نہیں۔ ہاں تو لالا ہی کیوں نہیں شیحان بیٹھتے ہوئے بولا۔ لالی پلیز مان جائیں ہمیں آپ کے علاوہ کوئی بھابھی نہیں چاہیئے۔ بس تو فائنل ہوا کہ جب بھی میرال عباسی مشکل میں ہو گی جو کے اکثر ہوتی ہیں تو فواد شاہ اڑتے ہوئے پہنچ جائیں گے۔ ویسے نہ بھی پہنچے تو میں تو ہوں ناوہ ملکے سے میرال کے پاس آ کر بولا۔

میرال مکمل تو نہیں مگر نیم رضامند تو ہو ہی گئی تھی باقی سب نے تعریفیں کر کر کے منالیا تھا۔ارجنٹ نوٹس پر شیحان اور رابیل کے جانے سے پہلے نکاح کا ایونٹ رکھ دیا گیا تھا۔ آسمانی لانگ فراک میں وہ کوئی حور ہی لگ رہی تھی آئمہ شاہ کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی اسے ساتھ لے جائیں۔گھر کا فنگشن تھا۔فواز گاہے بگاہے اس کا انگلیوں کو موڑنا محسوس کر رہا تھا۔اس نے آہستگی سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔میرال ساکت ہوئی تھی۔فواذ نے ہاتھوں کو الگ کر کے چھوڑ دیا تھا۔رابیل سے اس نے ملنے کی خواہش کی تھی مگر اس نے منع کر دیا۔آئمہ شاہ اس سے ملنے گئی تھیں تو وہ سادہ لباس میں ان کو سی آف کرنے باہر آئی تھی شیحان ساتھ کھڑا نا جانے کون سی کہانیاں سنا رہا تھا۔بس مجھ سے ہی دوری ہے فواذ نے سوچتے ہوئے گہری سانس لی۔

رابیل چلی گئی تھی گھر میں سناٹا سا ہو گیا تھا احد اور ہادی بھی نکاح کے بعد واپس چلے گئے تھے۔یونیورسٹی سے گھر اور پھر صبا شاہ کی مدد کرنے کے بعد بھی فرصت ہی فرصت ہوتی۔رابیل کال پر اسے فواذ سے ملاقات اور باتوں کے مشورے دیتی جو وہ ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتی تھی۔فواذ گھر بھی آیا تھا مگر میرال تب بھی سامنے نہیں

آئی۔ایسے میں احد اور ہادی کے آنے سے رونق ہو گئی تھی۔ فواذ فیملی کے ساتھ ملنے آیا تھا۔آئمہ شاہ تو میرال کو گھر آنے کے لیے بھی اسرار کر کے گئیں تھیں۔ مگر میرال نہیں گئی۔احد آیا تھا میرو فواذ بھائی آئے ہیں وہ جو سونے کی تیاری کر رہی تھی۔ تو مل لیں ایک بار ۔مجھے نہیں ملنا کیوں میرو ایسا کیسے چلے گا رابیل نے کچھ سٹوری اسے بتائی تھی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ ان سے ڈرتی ہیں۔ میں کیوں ڈروں گی۔ کہیں وہ ثابت نہ کر دیں کہ وہ آپ سے چھوٹے نہیں ہیں احد بھاگو یہاں سے وہ جو احد کے ساتھ ہی آیا تھا باہر رک گیا تھا۔احد کی بات پر مسکرایا اور ناک کر کے اندر آ گیا۔ارے فواذ بھائی آئیں نا اس کے پکارنے پر میرال متوجہ ہوئی نکاح کے بعد وہ پہلی بار اس کے کمرے میں آیا تھا میرال اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ بھائی آپ بیٹھیں میں کچھ لاتا ہوں آپ کے لیے کہتا ہوا احد باہر چلا گیا۔ وہ جو بھاگنے کے لیے تیار تھی فواذ کے راستے میں آنے پر رو کی۔ کتنا ڈرتی ہیں مجھ سے آپ سے چھوٹا ہوں کیا کر سکتا ہوں۔ وہ شرارت سے بولا۔اچھا چلیں ثابت کریں آپ بڑی ہیں وہ ہاتھ باندھتے ہوئے بولا۔ میرال نظریں جھکائے کھڑی رہی۔اچھا چلیں میں ثابت کرتا ہوں میں چھوٹا نہیں ہوں۔ پھر آپ ثابت کیجیے گا۔ میرال نے صرف نظریں اٹھائیں تھیں اس نے چہرے کو قریب کرتے اس کی لبوں کو چھوا۔اب آپ کے باری مسز فواذ شاہ۔اس

نے میرال کی کمر میں ہاتھ ڈال کا خود سے قریب کیا۔آپ۔۔۔۔۔۔۔ چھوڑدیں پلیز مجھے

۔ایسے تو نہیں جاپانی گڑیا ثابت تو کرنا پڑے گا ورنہ پھر میں تو کر ہی سکتا ہوں

کہ ۔۔۔۔۔۔۔ میں چھوتا نہیں۔وہ شرارت سے پھر قریب ہوا میرال نے جلدی سے

ہونٹوں پر ہاتھ رکھے مگر اب کے وہ اس کے گالوں پر لب رکھ گیا تھا۔ اب وہ اسے

خود سے دور نہیں کر رہی تھی مگر اس کے باہوں کے حلقے میں کانپ رہی تھی۔ریلیکس

میرال کچھ نہیں کر رہا آپ بیٹھیں اس نے اسے بیڈ پر بیٹھایا۔بس اتنا چاہتا ہوں مجھ سے

چھپنا چھوڑدیں جس محفل میں بھی میں ہوں اس میں بس آپ ضرور شامل ہوں۔ہمارے

رشتے کو چھوٹے بڑے کی تمیز ہٹا کر محسوس کریں۔آپ میری ذات کا حصہ ہیں

میرال۔میری زندگی کا محور ہیں۔اور میں اس محور کے گرد حصار کھینچ کر آپ کو ہر مشکل

پریشان سے محفوظ کرنا چاہتا تو مجھے موقع تو دین کہ میں آٹیشن دے سکوں آپ کو وہ پھر

شرارت سے بولا۔کیسی آٹیشن سیکر ہیں مجھے تو دینے نہیں دیتیں۔وہ میرال کو کمفرٹ

زورن میں لانے میں کامیاب ہو گیا۔اب ایسے دیکھیں گی تو اٹھا کر لے جاؤں گا۔ویسے بھی

آپ کی آنکھیں آپ کے بال آپ کے گال۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس میرال نے اس کے منہ پر

ہاتھ رکھا۔یار اب سن تو لو وہ میرال کا ہاتھ تھام کر بولا۔جو شرم سے گلابی ہو رہی تھی۔اچھا

یار چلتا ہوا ایسا نہ ہو کہ دل بے ایمان ہو جائے اور آپ کی باہوں میں آنے کی ضد کرنے لگے۔ وہ اٹھتا ہوا بولا۔ میرال اس کی بے باکی پر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ وہ اسے بازوں تھامے قریب کرتا گلے لگا گیا تھا۔ آپ کو کہتا تو آپ تو کبھی فی امان اللہ نہ کہتیں اور ایسے تو میں جا نے والا نہیں تھا۔ اس کی پیشانی پر لب رکھتا باہر چلا گیا۔ میرال حیران پریشان سوچ میں گم تھی۔

روالپنڈی میڈیکل کالج میں آئے اسے ایک سمسٹر ہو گیا مگر روز گھر کے لیے اداس ہو جاتی۔ اس کی دوست ثمن آج اسے ساتھ لے آئی تھی وہ دونوں سی ایم ایچ میں کھڑی انتظار کر رہیں تھیں اس کی ماما پیشنٹ چیک کر رہیں تھیں ان کے ساتھ انہوں نے گھر جانا تھا ان کا تعلق بھی اسلام آباد سے تھا اور پروفیسر صاحب سے اچھے ٹرم تھے رابیل اداس ہوتی تو ہوسٹل کے بجائے ان کے ساتھ آجایا کرتی تھی۔ وہ پیشنٹ بیڈ پر بیٹھی ٹانگیں جھلا رہی تھی۔ جب سامنے سے آتے فوجیوں پر نظر پڑی ان میں سے ایک کی ٹانگ میں شاید موچ آئی تھے دوسرے نے اس کو تھام رکھا تھا۔ دوسرا جیسے ہے پہلے کو بیٹھا کر سیدھا ہوا رابیل چھلانگ لگا کر اتری۔ ارے شیحان یہاں کیسے رابیل کی آواز پر وہ پلٹا۔ رابیل کو دیکھ

کر اس کے چہرے پر خوشی نمایاں تھی۔آج ہی گھر آرہا تھا محترم جناب نے گھر پہنچنے کی خوشی میں ٹانگ تڑوالی اس نے ساتھی کو گھورا۔رابیل کو ایسے لگ رہا تھا ویرانے میں بہار آگئی ہے کوئی اپنا نظر آگیا ہے۔اب وہ سب گھر والوں کا پوچھ رہا تھا۔شاید اتنی ساری ملاقاتوں میں پہلی بار وہ لڑے بغیر بات کر رہے تھے۔وہ کہ رہی تھی یہاں دیکھ کر آپ کو خوشی ہوئی شیحان میں گھر والوں کو بہت مس کر رہی تھی۔شیحان تو اس کے جملے میں کھو گیا تھا مطلب وہ اسے اپنا سمجھ کر اپنائیت کا اظہار کر رہی تھی۔اوکے پھر ملتے ہیں میرو کی شادی میں۔گھر شادی کی تیاری زوروں پر تھی شاید اس لیے شیحان چھٹی پر آیا تھا۔

شیحان کو نہیں معلوم تھا کہ شرارت اسے اتنی مہنگی پڑے گی۔فواز اور میرال شاپنگ کے لیے گئے تھے گاڑی کا ٹائر پینکچر ہو گیا۔فواز نے شیحان کو گاڑی لانے کا بولا وہ گیا نہیں کہ وہ دونوں کوالٹی ٹائم گزار سکیں۔اس کے بعد طوفانی باش شروع ہو گئی۔سب کافی دیر انتظار کرتے رہے تھے۔موسم کی خرابی کے باعث وہاں فواز میرال کو لے کر سرکاری گاڑی میں اپنی رہائش پر چلا گیا تھا۔وہ میرال کو بیٹھا کر مسلسل کوشش کر رہا تھا جو موسم کی وجہ سے ہو نہیں پا رہے تھا۔میرال کو کمرے میں سونے کا کہہ کر وہ لباس تبدیل کرتا یہاں سے وہاں

ٹہل رہا تھا۔ میرال بھی اٹھ کو صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ دونوں طرف مکمل خاموشی تھی۔ صبح کہیں جا کر میرال کی آنکھ لگی تھی۔ وہ میرال کو بیڈ پر لیٹا کر باہر آیا تھا۔ طوفان تھم گیا تھا۔ وہ ملازمہ کو میرال کا خیال رکھنے کا کہ کر نکلتا چلا گیا تھا۔ نہیں جانتا تھا کہ جو بیس سال دبا طوفان آج میرال کے غائب ہونے سے باہر آگیا تھا فواز کے داخل ہوتے ہی علی زر شاہ نے اسے تھپڑ مارا تھا۔ تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرال کے ساتھ رات گزارنے کی چند دن انتظار نہیں کر سکتے تھے۔ تھپڑ کی تکلیف تو وہ بھول گیا تھا باپ کے الفاظ نے اسے توڑ دیا تھا۔ اس نے کل سے اپنی نظروں پر بھی پہرا لگا رکھا تھا کہ ایسا نا ہو میرال اکیلے ہونے کی وجہ سے انکمفر ٹیبل فیل کرے۔ وہ چاہتا تو یادگار لمحے گزار سکتا تھا مگر یہ اس کی تربیت کا حصہ نہیں تھا وہ میرال سے محبت سے زیادہ اس کی عزت کرتا تھا۔ شیحان اور نورے خود حیران و پریشان تھے۔ فواز واپس پلٹ کر نکلتا چلا گیا تھا۔ نورے اور شیحان بھائی کے پیچھے چلے گئے تھے۔ علی زر شاہ شاید اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔ رو کو فواز نورے کو واپس کر دو بابا صاحب بچا لیں نورے کو۔ وہ گھٹنوں پر بیٹھ گیا تھا آئمہ شاہ اسے چپ کروانے کے بجائے خود بھی رو رہی تھیں۔ پروفیسر عباد اور صبا عباسی ساری صورتحال پر پریشان تھے۔ بس علی فواز اور عزم کو مت ملاؤ سن تو لیتے بچہ کیا کہ رہا تھا۔ بابا کاش میں نورے کو بچا

پاتا۔کاش میں آپ کے روکنے کے باوجود عزم شاہ کو مار دیتا۔کاش عزم شاہ کی جیپ کھائی میں نا گرتی تو میں خود اسے ختم کرتا۔اور نورے کی بیٹی کے ساتھ وہ میرا سکون بھی لے گیا باباصاحب۔نورے روز شکوے کرتی ہے وہ مجھے سونے نہیں دیتی کہ کہ نورے کی جان کے ٹکڑے کی ہم حفاظت نا کر سکے۔دل پر بوجھ بڑھتا جارہا تھا۔پروفیسر عباسی عزم شاہ میں الجھ کر رہ گئے تھے گرتی جیپ کے شیشے پر سفید روشنائی سے لکھا عزم شاہ چوبیس سال بعد بھی ان کی نظروں میں عیاں تھا انہوں نے بے بسی سے صبا عباسی کو دیکھا۔مگر بابا صاحب کی آواز سے چونک گئے تھے علی زر شاہ سینے پر ہاتھ رکھے گرتے چلے گئے۔

میرال نے اندر داخل ہوتے فواز کو دیکھا ظاہری حالت سے ہی پریشان ہوتے ی کھڑی ہوئی آپ کہاں چلے گئے تھے کیا ہوا ہے آپ کو۔وہ اس کا ہاتھ تھامے صوفے تک آیا اسے صوفے پر بیٹھا کر اس کے قدموں میں بیٹھ گیا تھا۔کیا ہوا ہے فواز آپ کچھ بولیں پلیز وہ خود اس کی حالت پر روہانسی ہورہی تھی۔میرال آپ رات میرے ساتھ تھیں اگر میں آپ سے آپ کو مانگتا تو کیا آپ انکار کرتیں۔وہ سر اٹھائے نظریں اس کے ہاتھوں پر جمائے بولا۔آپ ایسا کچھ بھی نا کہتے جس کی آنکھیں بات کرتے میں بھی جھکی ہیں اس کے لیے یہ

کرنا ناممکن ہوتا۔ میرال کے لفظوں کی مظبوطی نے فواز کو ہمت دی تھی۔ اس نے اپنی شریکِ حیات کو دیکھا جو بغیر جانے اس کی تکلیف پر اس کے ساتھ سسک رہی تھی اب وہ اس کی آنکھیں صاف کر رہی تھی۔ وہ بہت آہستگی سے بولا۔ آپ سے میرا تعلق بنے کچھ عرصہ ہوا ہے جب آپ مجھے اتنا جان گئی ہیں تو بابا کو کیوں ایسا لگا کہ میں آپ کے ساتھ کچھ غلط کر سکتا ہوں۔ میں کیسے اپنے قیمتی رشتے کو حیوانیت کی نظر کر سکتا ہوں وہ پھر سے رو پڑا تھا۔ میرال کو دیکھ کر اس نے خود کو سنبھالا جو اس کی وجہ سے زیادہ پریشان ہو رہی تھی۔ اب وہ کہ رہی تھی فواز وہ ہمارے لیے پریشان ہوں گے پریشانی اور غصے میں کہ دیا چلیں گھر چلتے ہیں وہ اس کا ہاتھ تھامے بولی۔ وہ سر جھکائے کارپٹ پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ میرال نے بجتے ہوئے فون پر نظر ڈالی چلیں سب پریشان ہو رہے ہوں کے شیحان کا فی بار کال کر چکا ہے۔ اس کا کوئی ارادہ نا دیکھتے ہوئے اس نے کال یس کر کے لاوڈر آن کیا ۔ ہیلو کرنے پر شیحان کی پریشان آواز گونجی لالی لالا سے کہو بابا کو ہاتھ اٹیک ہوا ہے بابا صاحب، ماما اور نورے کو میں سنبھال نہیں پا رہا پلیز ان سے کہو وہ آجائیں۔ فواز جلدی سے موبائل لیتے ہوئے بولا میں پہنچ رہا ہوں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں وہ جلدی سے

والٹ اور گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے بولا۔اب وہ ہسپتال پوچھ رہا تھا اور ہاتھ کے اشارے سے میرال کو آنے کے لیے کہا۔

میرال کا ہاتھ تھامے وہ ریسپشن سے پوچھ کر آئی سی یو کی طرف آیا پروفیسر عباسی اور صبا عباسی بھی وہیں تھے میرال کو دیکھتے ہی آگے بڑھے۔فواز ماں اور بہن کو گھیرے میں لیے تسلی دے رہا تھا۔ شیحان جو خود کو سنبھالے ہوئے تھا۔بھائی کو دیکھ کر اس کے گلے لگ کر رو پڑا تھا مجھے معاف کر دیں بھائی اگر کل ٹائم پر پہنچ جاتا تو یہ سب نہیں ہوتا۔شیحان شٹ اپ کچھ فضول سوچنے کی ضرورت نہیں ہے اور بابا ٹھیک ہو جائیں گے۔وہ اسے خود سے الگ کرتے بولا

آج فواز شاہ کی مہندی کا فنکشن ہے جس میں رابیل فواز کی انگلی پکڑے نیگ مانگ رہی ہے ۔علی زر شاہ کی نگاہ پیلے ڈوپٹے کے ہالے میں پھولوں کا زیور پہنے میرال عباسی پر جمی ہیں ۔آج ان کا دل پر سکون ہے۔چوبیس سال سے جس تکلیف میں وہ مبتلا تھے اس تکلیف پر عباد عباسی نے مرہم رکھ دی تھی میرال کی سچائی انہیں بتا کر اور یہ وعدہ لے کر کہ یہ راز

ان کے علاوہ کوئی جان نہیں پائے اور بہت سارے رازوں کی طرح علی زر شاہ نے اسے بھی اپنے سینے میں دفن کر دیا تھا جیسے رانیہ شاہ کی موت کی رات اس نے دانیل شاہ کو مروا دیا تھا۔رانیہ کو گولی لگتے دیکھ کر اس نے جان لیا تھا دانیل شاہ کو خوں بہا کے عوض بخش دیا جائے گا اس لیے اس نے اپنا انصاف خود کر دیا۔اور اسے معلوم تھا نورے عزم شاہ کے نکاح میں ہے پنچایت نورے کو عزم شاہ کے حوالے کر دی گی اس لیے اس نے سرپنچ کی بیٹی کو اٹھوا کر اپنی مرضی کا فیصلہ کروالیا تھا۔مگر نورے شاہ قسمت سے ہار گئی۔اور میرال نورے کی جان کا حصہ ہے یہ تو وہ اپنی جان سے پیاری بیوی کو بھی نہیں بتائیں گے۔میرال ان کے گھر آگئی ہے بس ان کے لیے اتنا کافی ہے۔انہوں نے فواذ سے بھی معافی مانگی تھی جو اس نے مانگنے سے پہلے ہی انہیں یہ کہ کر روک دیا تھا کہ اسے اچھا لگا کہ انہوں نے میرال کو ان پر فوقیت دی اور اس کے لیے پریشان ہو کر یہ سب کہا۔انہیں یقین تھا فواذ میرال کو سمیٹ لے گا اور وہ ایک نارمل لائف گزارے گی۔شیحان کا انٹرسٹ دیکھتے ہوئے انہوں نے پروفیسر صاحب سے رابیل کو بھی مانگ لیا تھا شادی اس کی سٹڈی کے بعد ہونی تھی۔آئمہ شاہ نے کندھے پر ہاتھ رکھا تو گہری سانس لے کر خیالوں سے باہر آئے۔وہ انہیں باہر بلانے آئیں تھیں انہوں نے ایک نظر باہر دیکھا جہاں میرال کا ہاتھ تھا

ے فواز نا جانے کیا کہ رہا تھا جس سے وہ پلکیں جھپک رہی تھی۔ جاپانی گڑیا بے ساختہ
نورے کا پلکوں کو جھپکانا نہیں یاد آیا۔ آئمہ شاہ کو بازوں کے گھیرے میں لے کر وہ باہر کی
طرف بڑھے۔ آئمہ شاہ نے ایک نگاہ اپنے ہم سفر پر ڈالی اور ان کے کندھے پر سر ٹکا دیا۔

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلامُ علیکم !

"ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

ختم شُد

اگلا ناول صرف ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل پر

NovelHiNovel.Com

OnlineWebChannel.Com

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلام علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959